پیر عبدالغفار شاہ کشمیری، پیر عبدالرحمٰن شاہ گیلانی اور

پیر محمد اشرف شاہ لاہوری علیہم الرحمۃ کے مختصر حالاتِ زندگی:

للناس شغل و لی شغل فی تصور النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(پیر عبدالغفار شاہ)

بود در جہاں ہر کسے را خیالے

مرا از ہمہ خوش خیالِ محمد

گلزارِ رحمانی

تصنیف : خلیفہ ضیا محمد ضیا

چک 57/15-L (ملتان)

ترتیب و تدوین : محمد منشا تابش قصوری

فردوس ٹینریز مریدکے شیخوپورہ

مکتبۂ قادریہ ○ جامعہ نظامیہ رضویہ ○ لاہور

پیر عبدالغفار شاہ کشمیری، پیر عبدالرحمٰن شاہ گیلانی اور
پیر محمد اشرف شاہ لاہوری علیہم الرحمتہ کے مختصر حالاتِ زندگی:

الٰہی ہست شغلِ ہر ولی شغلے
مرا شغلے تصورِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
(پیر عبدالغفار شاہ)

بود در جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیالِ محمد

گلزارِ رحمانی

تصنیف: خلیفہ ضیا محمد ضیا
چک ۵۷/۱۵-ایل (ملتان)

ترتیب و تدوین: محمد منشا تابش قصوری
فردوس ٹنیریز مریدکے شیخوپورہ

مکتبۂ قادریہ ○ جامعہ نظامیہ رضویہ ○ لاہور

نام کتاب ——— گلزارِ رحمانی

مصنف ——— خلیفہ ضیاء محمد ضیاءؔ

ترتیب و تدوین ——— محمد منشا تابش قصوری

پروف ریڈنگ ——— مولانا الحاج محمد جعفر ضیائی

ناشر ——— آستانہ قادریہ گیلانیہ چک ۵۷/۱۵-L

مطبع ——— اکسفورڈ اینڈ کیمبرج پریس لاہور

بارِ اوّل ——— ماہ رمضان ۱۳۹۶ھ

ستمبر ۱۹۷۶ء

تعداد ——— ایک ہزار

ہدیہ ——— دو روپے (۲)

ملنے کا پتہ

آستانہ قادریہ گیلانیہ چک ۵۷/۱۵-L ڈاک خانہ چک ۵۹/۱۵-L تحصیل خانیوال (ملتان)،

مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور

اِنتساب

میں اپنی اس ترتیب کو کریم بن کریم ناصر الاسلام احد الاسخیاء عمدۃ الاصفیا حضرت پیر زادہ محمود اشرف شاہ صاحب دامت برکاتہم زیب سجادہ آستانہ عالیہ اشرفیہ رحمانیہ غفاریہ لاہور، چک ۵۷/15-L ملتان کی بارگاہ اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کی نگاہِ فیض کا ہر وقت محتاج ہوں۔

ناچیز — خلیفہ ضیا محمد ضیاءؔ

سببِ ترتیب

زیرِ نظر کتاب کی ترتیب و تدوین کی تحریک حضرت مخدوم زمان واصف شہِ مرسلاں، حامئ دینِ متین پیرِ طریقت، راہبرِ شریعت فضیلت مآب عالی جناب پیر محمد اشرف شاہ صاحب قادری گیلانی کشمیری لاہوری رحمۃ اللہ تعالےٰ کی ذات ستودہ صفات نے فرمائی۔ جن کی خدمتِ اقدس میں ناچیز ایک دن حاضر ہوا۔ آپ کی اس مبارک و مسعود محفل میں میرے ممدوح قطب الوقت سیّدی و مرشدی حضرت شاہ عبدالرحمان گیلانی ملتانی علیہ الرحمۃ کا ذکرِ خیر جاری تھا دوران گفتگو مجھے ارشاد ہوا کیا ہی اچھا ہو کہ تم حضرت زبدۃ العارفین مرشد گرامی کی کرامات کو صفحۂ قرطاس پر لے آؤ۔ آپ کا حکم میرے حاشیۂ خیال میں راسخ ہوتا چلا گیا اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ قلم کو حرکت نصیب ہوئی اور اب یہ حقیری کاوش آپ کی نذر کر رہا ہوں۔

مختصر خاندانی حالات

کشمیر میں شیخ مسعود نمروری اپنے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں ان کے اسلاف بغداد شریف سے ملتان اور وہاں سے لاہور آئے۔

شیخ مسعود اس خاندان عالیہ کے پہلے بزرگ ہیں جو لاہور سے کشمیر تشریف لے گئے اور سری نگر کے مضافات میں محلہ نمرورہ میں رہنے کی وجہ سے نمروری مشہور ہوئے، مولانا انور شاہ کشمیری انہی کی اولاد میں سے تھے وہ اپنے مکتوبات میں اپنے اسلاف کے ہندوستان میں تشریف آوری کا تذکرہ ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں وفی المکتوب الخطبہ عند خلف الشیخ ان سلفہ جاءمن البغداد الی الھند و دخلوا ملتان ثم دخلوا الی بلدۃ لاہور ثم الی الکشمیر۔ یعنی مکتوبات میں درج ہے کہ ہمارے اسلاف بغداد سے ہندوستان میں سب سے پہلے ملتان پہنچے پھر لاہور اور پھر کشمیر چلے گئے

واضح ہو کہ یہ خاندان عظمت لنشان پشت ہا پشت سے اہل علم و عمل چلا آتا ہے اس خاندان کی شاخیں کشمیر، مظفر آباد، پونچھ، یوپی، لاہور، ملتان تک پھیلی ہوئی ہیں، شیخ مسعود کی اولاد امجاد سے جو شاخ لاہور میں ہے اس کے ایک صاحب طریقت بزرگ غلام مصطفےٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کا سلسلہ آٹھ واسطوں سے حضرت شیخ مسعود نمروری علیہ الرحمۃ سے اس طرح جا ملتا ہے غلام مصطفےٰ شاہ بن نور شاہ، بن فاضل شاہ بن عبدالوہاب شاہ بن عبدالقادر شاہ بن طاہر شاہ بن یعقوب شاہ بن شیخ مسعود شاہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

ان میں شیخ عبدالقادر شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار ترگہ علاقہ محل تحصیل ہندواڑہ کشمیر میں واقع ہے ان کی نسبت سے یہ شاخ ترگپوری کے نام سے مشہور ہے حضرت شیخ مسعود

علیہ الرحمۃ کا مزار اقدس نرورہ میں مرجع انام ہے۔

پیر سیدی عبدالرحمٰن شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا تذکرہ کرامات آگے آ رہا ہے بڑے سیلانی تھے، برصغیر کے اکثر شہروں کی سیاحت کے علاوہ تین مرتبہ بغداد معلی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہربار میں حاضر ہوئے، سات مرتبہ حج کعبہ کی سعادت پائی اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت کا شرف نصیب ہوا۔ جب آپ نے آخری مرتبہ حج کعبہ اور زیارت روضۃ الرسول سے مشرف ہو کر مراجعت فرمائی تو ملتان بار کے بیابانوں میں مصروف ریاضت و مجاہدہ ہو گئے آپ کی روحانیت اتنی پرکشش تھی کہ لوگ آپ کے گرویدہ ہوتے چلے گئے اور آپ کی زیارت کے لئے جنگل کا رخ اختیار کر لیا۔ آپ کے فیوض روحانی کا چرچا ہوتا چلا گیا اور جنگل میں منگل کا سماں پیدا ہو گیا۔

جنگل میں منگل کا محاورہ آپ کی ذات ستودہ صفات پر کتنا صادق آتا ہے کہ ویرانے آبادیوں میں بدل گئے، بیاباں گلستان بن گئے ہر طرف بہار آگئی ؎ کسی نے کیا خوب کہا ہے

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

آپ کی قیام گاہ پر چک نمبر ۵ ۱۵-۱۱ آباد ہو گیا، آبادی کے نو سال بعد آپ نے وصال فرمایا۔ اس علاقہ کے لوگ آپ کو قطب زماں اور صاحب کرامت تصور کرتے ہیں اور یہ ایک فطری شہادت ہے کہ ؎

آوازۂ خلائق نقارۂ خدا است

آج بھی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے، اس مزار اقدس کی سجادہ نشینی سید الاولیأ عاشق حبیب خدا نائب غوث الوری حضرت پیر شیخ عبدالغفار شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نامور فرزند حضرت پیر سیدی محمد اشرف شاہ علیہ الرحمۃ کے پاس تاحین حیات رہی اور اب پیر سیدی محمود اشرف بن پیر سیدی محمد اشرف شاہ اس آستانہ عالیہ رحمانیہ کے سجادہ نشین

ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کا سایۂ متوسلین و متعلقین، معتقدین و مریدین اور اہل سنت پر تادیر سلامت رکھے جن کے دم قدم سے اس خاندان عظمت نشان کی بہاریں قائم ہیں،

پیر مصطفیٰ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان سے پنجاب روحانیت کی تشنہ کامی کا سامان حاصل کرتا رہا ان کے فرزند پیر احمد شاہ کشمیر کی حسین مگر خاموش وادی کی روحانی تربیت میں مصروف رہے ایک وقت آیا کہ پنجاب کی کشش نے انہیں کشمیر کے حسن و جمال کو خیر باد کہنے پر مجبور کر دیا اور وہ قیام فرمائے لاہور ہوئے

لاہور کی آمد کے وقت پیر شیخ عبد الغفار شاہ (حامئ اشاعت درود شریف) کی عمر تقریباً گیارہ، بارہ برس کے لگ بھگ تھی، آپ بچپن سے نہایت ذہین اور بڑے ہونہار تھے، ضرب المثل ہے

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات، کے آپ صحیح مصداق تھے، آپ کو تعلیم و تربیت بڑی توجہ سے دی جانے لگی۔ آپ مسجد بکن خاں اندرون موچی دروازہ لاہور میں پڑھنے لگے۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری اور پیر سید عبد الغفار شاہ رحمہم اللہ تعالیٰ ایک ہی سال فارغ التحصیل ہوئے، پیر سید عبد الغفار شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا لاہور ہی میں ایک صالحہ سیدزادی سے نکاح ہوا مگر دو سال بعد ہی اس نیک بخت خاتون نے داعی اجل کو لبیک کہہ دیا، تو پیر صاحب نے تجرد اختیار فرمالیا، اسی صالحہ خاتون سے آپ کے اکلوتے بیٹے پیر محمد اشرف شاہ اس خاندان علیہ کی یادگار بنے جن کا ذکر خیر آئندہ سطور میں آرہا ہے۔

پیر عبد الغفار شاہ علیہ الرحمۃ کا لباس، کشمیری ٹوپی، لمبا پیراہن، اور تہمد پر مشتمل ہوتا اولیاء کرام سے بڑی عقیدت رکھتے تھے، علی الصبح مع اپنے احباب اجزائے کلام اللہ، دلائل الخیرات، حصن حصین، درود و وظائف کے مجموعے، گلاب کے پھول، عطریات، اگربتیاں اور سامانِ چائے نوشی، ساتھ لیتے اور حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف حضرت

داتا گنج بخش یا میاں میر، حضرت ایشاں اور کبھی حضرت شاہ حسین زنجانی علیہم الرحمۃ کے مزارات پر پہنچتے اور یکسوئی سے مراقبہ ومجاہدہ فرماتے۔

آپ نے تعلیمی انحطاط کے سنگین نتائج کے پیش نظر، جنوری ۱۹۱۵ء کو مسجد تکیہ ساد ھواں لاہور میں مدرسہ غوثیہ کی بنیاد رکھی۔ دین پسند طبقوں نے اس ادارہ کی بڑی قدر کی مدرسہ میں یک صد طلباء ہر وقت تعلیم دین میں مصروف رہتے، جن کے جملہ اخراجات کا مدرسہ کفیل تھا۔ ان طلباء میں اعتقادیات کی تعلیم کا خاص اہتمام تھا، عالم باعمل اور عاشق رسول بنانے کی کوشش کی جاتی، درود پاک سے لگن اور ریاضت کا خوگر بنایا جاتا، اس دور کے اکثر علماء کرام اسی مدرسہ کے فارغ التحصیل تھے، لاہور کے زعماء اور معاصرین علماء اعزازی طور پر مدرسہ کی سرپرستی فرماتے اور تدریسی خدمات میں ہاتھ بٹاتے۔

پیر عبدالغفار شاہ کے ایک شاگرد رشید فرمان علی جہلمی نے مدرسہ غوثیہ کی علمی خدمات کے پیش نظر کشمیری میگزین کی ۱۶ مئی ۱۹۱۶ کی اشاعت میں بایں الفاظ خراج عقیدت پیش کیا۔

من چہ گویم شانِ درسِ غوثیہ	نام اس غدہی شانِ درسِ غوثیہ
عبدِ غفار آنکہ پیر بندہ است	ہست پشتیبانِ درسِ غوثیہ
طالبانِ علم آیند جوق جوق	سوئے علم و کانِ درسِ غوثیہ
عالم علم حدیث و فقہ ہم	ہست قرآن خوانِ درسِ غوثیہ
می دہد تعلیم دیں جملہ علوم	ایں عظیم الشانِ درسِ غوثیہ

اس علوم وفنون دینیہ کی عظیم الشان درسگاہ سے اکابر اہل سنت زیور تعلیم سے آراستہ ہوئے لاہور کے نامور عالم دین، مفسر ومصنف حضرت مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی مدرسہ غوثیہ کے فضلاء میں سے ہیں، جنہوں نے حافظ محمد لکھوی کی تفسیر محمدی کے جواب میں پندرہ مبسوط جلدوں پر مشتمل پنجابی شعروں میں مکمل قرآن کریم کی تفسیر، تفسیر نبوی کے نام سے لکھی جو اس دور کی عظیم یادگار ہے متعدد بار شائع ہوئی اور آج کل بالکل نایاب ہے ایک آدھ نسخہ

علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے لاہور (ناظم مکتبہ نبویہ و مصنف تذکرہ علماء اہل سنت لاہور) سے دستیاب ہو سکتا ہے یہ حالات بھی موصوف کی مساعی جمیلہ سے حاصل ہوئے ہیں علوم اسلامیہ کی اس عظیم درسگاہ نے ملک کے نہ صرف تشنہ اذہان و فکر کو ہی فروغ بخشا بلکہ قلوب و وجدان کو بھی دولتِ ایقان و ایمان بخشی رموز تصوف، علوم شریعت کے ساتھ ساتھ سمجھائے جاتے۔ مذاکرہ و مناظرہ کے فن کے ساتھ ساتھ مجاہدہ و مکاشفہ کی بھی منزلیں طے کرائی جاتی تھیں طلبہ صرف و نحو کے ساتھ ساتھ ذکر و اذکار کو جزو تعلیم سمجھتے تھے، اس پاکیزہ ماحول کا یہ اثر تھا کہ شہر کے اکثر علماء کرام اعزازی طور پر وقت دیتے اور قلب و فکر کی یکسوئی کے حصول کی خاطر پیر صاحب کے مدرسہ کا رخ کرتے۔

مولانا احمد علی شاہ بٹالوی، مولانا نور بخش توکلی ایم۔اے، مولانا اصغر علی روحی، مولانا تاج الدین قادری، مولانا نبی بخش حلوائی، جیسے اہل علم آپ کی صحبت کو غنیمت جانتے، اس دارالعلوم کے جلیل القدر اساتذہ میں مفتی عبدالقادر، قاضی حبیب نواز، مولانا شاہ محمد صاحب میر واعظ، مولانا محمد اکرم جہلمی، مولانا محمد اسحاق ایبٹ آبادی اور مولانا نوبت علی ہزاروی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ؎

محترم و مکرم جناب پیر جی غلام حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ امین آستانہ عالیہ غفاریہ و حجرۂ مبارکہ جامع مسجد تکیہ سادھواں کی روائت کے مطابق اس مدرسہ کا وہ حجرہ جو پیر عبدالغفار شاہ کی نشست گاہ کے لئے مخصوص تھا، ان آپ کے معاصر اولیاء کرام بھی بسا اوقات تشریف لایا کرتے اور راز و نیاز کی دیر تک باتیں ہوا کرتی تھیں۔ ان میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی حضرت امیر ملت حافظ سید جماعت علی شاہ علی پوری، حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ موصوف نے بیان فرمایا ابھی یہ چار حضرات کسی بھی شخصیت سے بیعت نہیں ہوئے تھے ایک دن چاروں نے مشورہ کیا کہ اس حجرہ مبارکہ میں ہر ایک اپنے لئے استخارہ کرے اور استخارہ میں جہاں جہاں بیعت کی اجازت ہو صبح نماز پڑھتے ہی وہاں کا رستہ لیں، چنانچہ بیک وقت ہر ایک نے اس حجرہ مبارکہ میں استخارہ کیا اور

ہر ایک کو اپنے اپنے مرشد کی طرف سے خواب میں رہنمائی حاصل ہو گئی حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شمس العارفین خواجہ شمس الدین سیالوی آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا روانہ ہوئے تو حضرت امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمتہ خواجہ نور محمد چوراہی کی خدمت میں چورہ شریف حاضری دی اسی طرف پیر عبدالغفار شاہ اپنے پیر مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمتہ نے اپنے پیر و مرشد کے دست حق پرست پر جا کر بیعت کی ؎

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنجہائے گراں مایہ کیا کیئے؟

پیر عبدالغفار شاہ رحمۃ اللہ علیہ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کی اہمیت کا بڑا احساس رکھتے تھے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درود پاک کے مجموعے شائع کراتے، اور اہل دل کو ارمغان روحانیت کے طور پر تقسیم فرماتے، آپ کی مسجد سے درود پاک کی تجلیاں اٹھتیں، صلوٰۃ و سلام کی وجہ آفرینیاں رشک عرش بریں بن جاتیں، پتھر سے پتھر دل وہاں آکر موم ہو جاتے آپ کا یہ خلوص تھا یا درود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعجاز کہ بد عقیدہ لوگ آپ کی مسجد میں آکر خوش عقیدگی کی دولت سے سرفراز ہوتے اور ذہنی کجی سے یکسر پاک ہو جاتے۔ آپ بڑے متوکل اور بابرکت بزرگ تھے ساری زندگی کسی امیر کے دروازے پر نہیں گئے اور لاہور بھر کے علماء کرام آپ کے در دولت سے دور نہیں رہ سکے۔ کبھی کسی سے دست سوال دراز نہیں کیا مگر زندگی بھر کسی کا ہاتھ خالی نہیں لوٹایا آپ کا دستر خوان، دوست، فقیر، امیر، مسافر، مقیم سب کے لیے یکساں طور پر کشادہ تھا خطہ کشمیر کے بیکس و بے بس نووارد اسی چشمۂ راحت سے سیراب ہوتے آپ دینی کارکنوں صوفیانہ رسالوں، اور اسلامی اخباروں کی بھرپور مالی خدمت کرتے، خود پیر تھے، عالم تھے، مگر کسی کو مرید نہ کرتے، اس کے باوجود آپ کے عقیدت مندوں کا ایک وسیع سلسلہ لاہور، امرتسر، جموں، پونچھ، کشمیر، مظفر آباد،

ملتان بلکہ اکناف و اطراف پاکستان کے علاوہ افغانستان، ایران اور عراق تک پھیلا ہوا تھا،

آپ کی تصانیف سید عالم نور مجسم شفیع معظم نبی اکرم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صلوٰۃ وسلام پر وقف رہیں۔ بلکہ آپ خود ہی وقف تھے اس لئے درود شریف کے موضوع پر دنیا کے کسی خطے میں بھی کسی تصنیف کا پتہ چلا تو اسے ہر قیمت پر حاصل کیا، اور اپنی نگرانی میں اسے زیور اشاعت سے مزین کر کے مفت تقسیم کرایا اسی سلسلہ میں آپ کی قلمی تالیف "خزائن البرکات" جو چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اور ہر جلد صحیح بخاری مکمل جتنی ایک ایک بنتی ہے یہ کتاب دنیا کے نوادرات میں سے ایک ہے نہایت خوش خط، متوسط قلم، خوبصورت ورق، مضبوط جلد آج بھی آپ کی عظمت کی امین بنی ہوئی ہے کاش کہ کوئی اہل ثروت جسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت بھی نصیب ہو اس کی اشاعت کا اہتمام کرے تاکہ یہ دلربا و دلپاک پر نادر انسائیکلوپیڈیا منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو سکے اس مہنگائی کے دور میں کم از کم ایک جلد پر ایک لاکھ روپیہ خرچہ آسکتا ہے کتابت کی قطعاً ضرورت نہیں یا زٹو تیار کروائے جا سکتے ہیں۔ اللہ اللہ، پیر عبد الغفار شاہ کے اس مجموعہ کو دیکھ کر بے اختیار اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ آپ سچے عاشق رسول تھے، وقت کے نامور مورخ الحاج حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری مدظلہ لاہوری نے آپ کی ذات ستودہ صفات کا تعارف بیان کرتے ہوئے فرمایا "برصغیر میں صرف اس مقدس ماں نے ہی یہ ایک بیٹا جنا جس نے اپنی پوری زندگی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف کے لئے وقف کر رکھی تھی آپ خزائن البرکات محررہ ۱۳۲۸ھ کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں ۔

للناس شغل ولی شغل فی تصور النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

بود در جہاں ہر کسے را خیالے

مرا از ہمہ خوش خیالِ محمد

درود و سلام ہی آپ کی غذا و دوا تھی، صبح و شام یہی وظیفہ اور یہی معمول تھا، بقول ایک صوفی کے پیر عبد الغفار نے زندگی بھر باتیں کم کیں۔ اور درود و سلام زیادہ پڑھا، یہ بڑی سعادت

ہے علامہ اقبال نے کتنا صحیح کہا۔

روز محشر اعتبار ماست او

در جہاں ہم پردہ دار ماست او

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی لاہوری (ایم۔اے) تذکرہ اکابر اہل سنت وجماعت لاہور میں رقمطراز ہیں کہ خزائن البرکات آپ کی تالیفات کا ایک قلمی خزانہ ہے جس میں آپنے درود پاک معہ اسناد و اجازت جمع کیئے ہیں یہ مخطوطے چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں اور بڑی تقطیع کے ایک ایک ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں آپ کے ایک خادم شیخ عبداللہ صاحب کاتب امرتسری نے چودہ سال کی محنت شاقہ سے لکھے۔ اس کتاب کے علاوہ آپ نے پچاسی رسائے فضائل درود و سلام پر تالیف کر کے شائع کیئے جو اہل ذکر کے لئے غذائے روح بنتے گئے۔

اعتقادی طور پر آپ ایک پختہ خیال اور خوش عقیدہ حنفی تھے، ایصال ثواب درود و سلام، میلاد، گیارھویں، زیارت قبول، پر انفرادی اور نجی طور پر ہی کاربند نہیں تھے ان شعائر کو مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں بھی جاری و ساری دیکھنے کے خواہاں تھے آپ کے ان معمولات سے غیروں کی نیندیں حرام تھیں، آپ کی وفات کے بعد پہلے عرس پر آپکے عزیز انور شاہ کاشمیری دیوبندی بھی شریک ہوئے تو تقریر کے لئے اٹھے۔ چونکہ انور شاہ دیوبندی مکتب فکر کے بڑے قریب تھے اور لاہور کے عوام کا خیال تھا کہ وہ یارسول اللہ کہنے کے منکر ہیں، نعرۂ رسالت بلند کیا انور شاہ نے اس نعرہ کا انداز سمجھ کر کہا۔ لاہور والو۔ میرا عقیدہ نہ پرکھو۔ میں اس سرزمین سے تعلق رکھتا ہوں جہاں کی قبریں بھی یارسول اللہ کہتی ہیں۔ اس تقریر سے موحدین لاہور کو بڑی مایوسی ہوئی کیونکہ ان کا یہ خطاب بڑا حیران کن تھا مولوی عبدالواحد (وہابی) خطیب مسجد چینیاں والی لاہور نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ پیر عبدالغفار کی موت سے بدعت ختم ہو گئی تھی انور شاہ کے طرز عمل نے پھر زندہ کر دی ہے پیر عبدالغفار شاہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مشہور نعت قصیدہ بانت سعاد کا فارسی نظم میں ترجمہ کر کے اہل سخن سے بڑی داد حاصل کی تھی چنانچہ قصیدہ کے آخر میں فرماتے ہیں

حبذا ایں ترجمہ کش مثل و ہمتا نظیر
نیست در کشمیر و ہند و چین و ماچین و تتار
از شعائش زر بود گرد و چہ را وا لوجود
یک مخلص میشود زاں سرخ رو ہمچو کنار

پیر عبدالغفار شاہ بروز چہار شنبہ مورخہ ۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۲ء نماز عشاء ادا کرنے کے لئے وضو فرما رہے تھے ۔ وضو مکمل کرنے کے لئے صرف بایاں قدم دھونا باقی تھا کہ آپ کی حالت دگرگوں ہو گئی احباب نے چارپائی پر لٹا دیا آپ کے مخلص دوست ڈاکٹر محمد الدین صاحب نے معائنہ کیا ۔ ایک دوائی تجویز کی مگر پیر صاحب کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی آپ کے وصال سے لاہور ایک روحانی رہنما، عاشق رسول عابد شب زندہ دار، صاحب ولایت، ہستی عالم دین سے محروم ہو گیا۔ آپ کے شاگرد رشید سید محمد امین اندرابی ایڈووکیٹ نے باغ بیرون دہلی گیٹ نماز جنازہ پڑھائی ایک محتاط اندازے کے مطابق نماز جنازہ میں پچیس تیس ہزار افراد نے شرکت کی ۔

آپ پہلے پہل مسجد سادھواں ہی کے ایک گوشہ میں بطور امانت دفن کئے گئے ۔ بعد میں جب آپ کا مزار روضہ گل بیگم کے باغ کے متصل تعمیر ہو گیا تو نعش کا صندوق وہاں منتقل کر دیا گیا آپ کے فرزند پیر اشرف شاہ کا مکان بھی روضے کے قریب ہی ہے ۔ اس لئے روضے کی دیکھ بھال ہر وقت ہوتی رہتی ہے ۔

۱۹۶۲ء

مضمون لاہور ۱۸۵۷ء تا حال ۔ مضمون نگار ڈاکٹر محمد عبداللہ قریشی ۔ نقوش لاہور نمبر شمارہ فروری ص ۲۰۴ ۔

پیر عبدالغفار رضا کشمیری لاہور کا چہلم ۲۱ شعبان ۱۳۴۰ھ / ۲۰ اپریل ۱۹۲۲ء کو ہوا
(ماہنامہ تصوف لاہور شمارہ مئی ۱۹۲۲ء / رمضان ۱۳۴۰ھ)

بر وفات حضرت پیر سیّد عبدالغفار شاہ کشمیری لاہوری علیہ الرحمۃ

اتفاقاً کل ہوا میرا گزر سوئے چمن
قمریِ آزردہ دل کو میں نے دیکھا نوحہ زن

عندلیبِ زار بھی آئی نظر زار و نزار
سخت پژمردہ تھا نسریں اور پریشاں نسترن

رات بھر آئی نہیں تھی نرگسِ رعنا کو خواب
کھل رہے تھے سنبلِ تازہ کی زلفوں کے شکن

سرو پابند تفکر اور تحیّر تھا کھڑا
سوزنِ غم کی دلِ لالہ پہ تھی ضُو میں چبھن

تھا گلِ سوری کی صورت سے عیاں رنج و ملال
خارِ غم سے چاک تھا گل رخ کا نازک بدن

جس طرف دیکھا ادھر دیکھا نرالا ہی سماں
تھی نہ وہ پہلی سی صورت اور نہ پہلا سا چلن

تھے نہ وہ نغمے ہزاروں کے نہ ان کا ذوق تھا
شیونِ فریاد کی صورت میں تھی طرزِ سخن

تھی گلستاں پہ ہر اک سو مردنی چھائی ہوئی
ایک بے موسم خزاں گلشن میں تھی آئی ہوئی

میں نے پوچھا باغباں سے اے گلستاں کے مکین
کیا سبب ہے آج پہلی سی یہاں رونق نہیں

تیرے گلشن کی بہاریں کیوں ہیں تاراجِ خزاں
اور آزادانِ گلشن بندِ غم میں دل حزیں

نغمۂ شادی مبدل نوحۂ غم سے ہے کیوں
ہیں ہلال آسا مثالِ بدر تھے جو مہ جبیں

گفت خامش مر ترا زیں حال آگہ میکنم
زانکہ مے بینم ندامت ہست دستورے چنیں

ماتمے برپا شود در عالمے بالا و پست
چوں بمیرد کاملے از عالمانِ علمِ دیں

واقعی قومِ کہ بہر شاں دعا ہا می کنند
ماہیاں در آب و مخلوق سماوات و زمین

شان ان کی ارفع و اعلیٰ ہے مخلوقات میں
گر جہاں انگشتری سمجھیں تو وہ ہیں اک نگیں

زندگی عالم کی عالم کو جلا دیتی ہے جب
موتِ عالم موتِ عالم سے بلا شک کم نہیں

جب کہ اس صدمے سے ہوتا ہے ہر اک شے پہ اثر — اس سے متاثر ہوئے ہیں سب گل و خار و شجر
صوفی و صافی فقیہہ و عالم و پرہیزگار — بے ریا و راست گو آں صاحبِ عز و وقار
خادمِ قرآن و سنت ماہرِ فقہ اصول — قدوۂ اہلِ طریقت آں فریدِ روزگار
یعنی حضرت پیر مولانائے ما غفار شاہ — رفت از دارِ فنا در گلشنِ دار القرار
بے شبہ رکھتی تھی وہ معجز بیانی آپ کی — کشتِ دل کے واسطے تاثیر ابرِ نو بہار
اس کے فیضِ عام کے خرمن سے تھے سب خوشہ چیں — تھے نظر میں ان کے یکساں مفلسان و مالدار
پونچھ اور کشمیر و جموں کی خصوصیت نہیں — مستفیض اس سے ہوئے ہیں ساکنانِ ہر دیار
قاصر است از وصفِ آں عالی گہر احقر شریف — ایں صفت کافی کہ بود آں ذاکرِ ربِّ لطیف

(حضرت مولانا ابو یوسف محمد شریف کوٹلی لوہاراں علیہ الرحمۃ)

قطعۂ وصال

بشنو حالِ وصالِ عبداللہ — پیر عبد الغفار عالی جاہ
در وضو نمازِ وقتِ عشاء — ناگہاں داد جان بحکمِ الٰہ
بہرِ سالِ وصال ناظر گفت — پیر عبد الغفار نورِ الٰہ

۱۹۶۲

بہرِ سالِ وصالِ او ناظر گفت
گفت سرمستِ جامِ عشقِ الٰہ

۱۳ ھ ۸۰

(ڈاکٹر محمد دین صاحب ناظر میونسپل کمشنر لاہور)

قطعہ تاریخ وفات محمد دین ناظر حوالہ ماہنامہ تصوف لاہور شمارہ ۵ اپریل ۱۹۶۲ء ص ۱۳

قطعہ تاریخ وفات نتیجہ فکر مولانا ابو یوسف محمد شریف کوٹلی لوہاراں
ماہنامہ تصوف لاہور اپریل ۱۹۶۲ء / شعبان ۱۳۸۱ھ، ص ۲۶

وفات برگزیدہ خدا
۱۳۸۰ھ

پیر غفار شاہ ولی زماں
ناصر دین و مذہب نعمان

چشمہ فیض و صوفئ کامل
مطلع نور و منبع عرفاں

در شب نصف ماہ فروری
گشت پنہاں ز چشم اہل جہاں

بہر تاریخ عیسوی گفتم
پیر غفار شاہ زیب جناں
۱۹۲۲ء

ماہنامہ تصوف لاہور شمارہ ۵ اپریل ۱۹۲۲ء شعبان ۱۳۴۰ھ ص ۲۶

قطعہ تاریخ وصال پیر عبدالغفار شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(از قلم علامۂ زماں مولانا مولوی ابو یوسف محمد شریف صاحب نقشبندی کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ)

سیدی و الاگہر غفار شاہ — چون بوصل ذات حق مسرور شد

بہر سال رحلتش گفتا شریف — قبلہ و کعبۂ من مستور شد

۱۳۴۰ھ

ماہنامہ تصوف لاہور شمارہ ۵ اپریل ۱۹۲۲ء شعبان ۱۳۴۰ھ ص ۲۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطعہ تاریخ وصال

حضرت جامع الکمالات الصوری و معنوی سیدی و سندی قدوۃ الابرار پیر عبدالغفار شاہ نور اللہ مضجعہ

ھو القدیم

تعالیٰ شانہ۔ آثار حق بود — وجودش لمعۂ انوار حق بود

بمیدانِ فنا فی اللہ چو قدمار — نصیبش روز و شب دیدار حق بود

سراپا رحمتِ حق عبدِ غفار — باقلیم کرم ایثار حق بود

چو اہل اللہ ترشح بر جبینش — بسوگندِ خدا اطوار حق بود

منور آہ جہانے زو بہر دم — وجودش فی العیاں اظہار حق بود

ملفوظات او گر نیک بینی — جو کرخی شبلی و گفتار حق بود

باقبال شہسوارِ ملکِ معنی — معطر خوش گلے گلزار حق بود

شگفتہ حبسۃً للہ دل وے — کہ منظورِ نظر دربار حق بود

جہانے سوگوار از فرقتش آہ — کہ ذاتش آہ گوہر بار حق بود

سرِ باغِ جناں جبرئیل گفتا

بگوئی مخزنِ اسرار حق بود

۱۳۴۰ھ

مفتی ضیاء الدین ضیا آفتاب کنجم

محمد بخش کاتب

تاریخ وصال!

حضرت پیر عبد الغفار رحمۃ اللہ علیہ

آہ دنیا سے ہو گیا رخصت — جو کہ تھا نیک خو و نیک اطوار
وردِ لب جس کے تھا درود شریف — تھا جو مشغول ذکر لیل و نہار
جس کے دم سے تھی رونقِ مسجد — دین کا جس سے گرم تھا بازار
جس نے فقہ و حدیث و قرآں کا — درس جاری کیا تھا پر انوار
جس کا تھا بس وسیع دسترخواں — بذل جود و سخا تھا جس کا شعار
ملک میں جس کا فیض تھا جاری — جس کے مداح تھے صغار و کبار

غ ۱۰ اسماً و معناً
تھا جو غفراں پناہ نیکو کار

وہ وضو کر کے اپنی مسجد میں — ہوا فردوس میں نماز گزار
اس کی فرقت سے غمزدہ ہیں تمام — علماء و مشائخ و دیندار

لیک جز صبر کے نہیں چارہ
ہے اسی پہ ہی مغفرت کا مدار

باپ اپنے کی راہ پر اشرف — ہاں چلا اپنے عزم کا رہوار
ہو گا توفیق پا کے فیض رساں — باپ کی ہی جگہ پکڑ کے قرار

لکھی تاریخِ فوت نامی نے
بے سرِ نخل بندۂ غفار

۱ ۱۳۴۰ھ

قطعۂ تاریخ وصال

حضرت پیر عبدالغفار شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

(طبعزاد شمس الہند جناب محمد شمس الدین صاحب المتخلص بہ شائق - چوہٹہ مفتی باقر - لاہور)

قبلۂ اہلِ تصوّف کعبۂ اصحابِ دیں
روحِ قدسی پیشوائے جن و انساں پیرِ ما

جامعِ معقول و منقول اشرفِ ابرارِ عصر
اعلم و افقہ پناہِ اہلِ ایماں پیرِ ما

نائبِ پاکِ رسول و بحرِ زہد و علم و فضل
پیرِ غفّار آں ندیمِ شاہِ جیلاں پیرِ ما

اورع و اتقی کلیمِ اوجِ طورِ معرفت
آنکہ تالیفاتِ او بیحد و پایاں پیرِ ما

زنگِ شبہات و خلل آئینہ ملّت زدود
بود صبحِ شرع را مہرِ درخشاں پیرِ ما

در بہشت آسود نزدِ عاشقانِ مصطفےٰ
شہرِ علم و عقل را بگذاشت ویراں پیرِ ما

گفت شائق بس ہمیں یک مصرعۂ سالِ وصال
وارثِ علمِ نبی و مُینِ یزداں پیرِ ما

یا شاہِ غفار المدد — یا کاملِ دیں المدد

۱ ۳ ۴ ۰ ۱

پیر عبدالرحمٰن شاہ گیلانی

پیر عبدالرحمٰن قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا ذکر خیر پہلے گزر چکا ہے کے حالات و کوائف پر مزید روشنی ڈالی جاتی ہے واضح ہو کہ الحاج پیر الحافظ عبدالرحمٰن صاحب قادری گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت الشاہ غلام مصطفیٰ گیلانی اپنے وقت کے جلیل القدر عالم، اور صاحب طریقت بزرگ تھے بارہ مولا کشمیر کا خطہ آپ کی روحانیت کا امین بنا، جد اعلیٰ حضور سیدنا محبوب سبحانی حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی محبت سے سینہ لبریز تھا عشق مصطفےٰ اور شریعت محمدیہ کی الفت آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے الشاہ غلام مصطفےٰ گیلانی کو پیر عبدالرحمٰن شاہ جیسے سعادت مند، صالح، جواد کریم النفس، حلیم الطبع، فرزند سعید کی نعمت عظمٰی سے نوازا تو حضرت شاہ غلام مصطفےٰ نے اس جوہر قابل کی تعلیم و تربیت کا خوب اہتمام کیا علوم مروجہ کیساتھ ساتھ حفظ القرآن کی طرف خصوصی توجہ دی روحانی تعلیم بھی ساتھ ساتھ جاری رہی اٹھارہ برس کی عمر مبارک میں آپ نے قرآن پاک کو زبانی یاد کر لیا۔ تیرہ، چودہ برس کے تھے کہ والد ماجد نے بغداد شریف کی حاضری اور حج بیت اللہ اور مدینۃ الرسول کی زیارت کا قصد فرمایا۔ تو اپنی نگاہوں سے فرزند دلبند کو اوجھل رکھنا گوارا نہ کیا چنانچہ اس سفر مقدس میں بھی ساتھ ہی لیتے گئے جب ساحل عرب اربین الاقوامی شہر جدہ شریف اترے تو سید غلام مصطفےٰ شاہ بیمار ہو گئے۔ سات دن تک بیماری نے طول پکڑا آخری دن اپنے نو عمر صاحبزادے پیر سید عبدالرحمٰن شاہ کو اپنے پاس خصوصیت سے بٹھایا، پیار کیا، ہدایات سے نوازا اور کچھ خاندانی اورادو

وظائف اور تبرکات کا امین بناتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)
صبر و استقامت کے اس مجسمہ نے اپنے والد ماجد کو جدّہ کی سرزمین میں دفن کیا جہاں سے
کہ اس مقدس مقام کا نام جدّہ اس لیے پڑا کہ تمام انسانوں کی ماں حضرت اماں حوا رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کا مزار یہاں ہے اسی بنا پر اس شہر کو جدّہ شریف کہتے ہیں نہایت وسیع عریض
اور حسین و جمیل شہر ہے۔ بڑی بڑی بلند بالا کئی منزلہ عمارتیں ہیں۔ دنیا بھر کے لوگ یہاں آ
جاتے ہیں۔

پیر عبدالرحمٰن شاہ جدّہ شریف میں اپنے والد ماجد کو دفن کر کے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے اور
دیگر معمولات و وظائف کے علاوہ روزانہ ایک قرآن کریم ختم فرماتے حج کے دنوں میں فریضہ
حج ادا کر کے مدینہ طیبہ کا قصد فرمایا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدس پر حاضری
کے دوران بھی صلوٰۃ و سلام اور وظائف معمول کے مطابق جاری رہے مسجد نبوی شریف میں
بھی روزانہ ایک قرآن کریم ختم کرتے بیسیوں بار قرآن کریم ختم کر کے والد ماجد کی روح کو
ایصال ثواب کیا۔

اس سفر میں پہلا امتحان تو والد ماجد کی اچانک بیماری سے کے بعد تو ری جدائی تھی گویا
بڑی آزمائش سے اس وقت دوچار ہونا پڑا جب زادِ سفر بھی ختم ہو گیا۔ کسی سے دست سوال
دراز کرنا تو اس خاندان کی ریت ہی نہیں تھی چنانچہ توکلاً علی اللہ پیدل ہی وطن کی طرف
مراجعت فرمائی۔ اس دوران میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ کسی نہ کسی طرح جاری رکھا آپ عربی
فارسی، سرائیکی، پنجابی، اردو، کشمیری زبانوں میں باآسانی تقریر و تحریر کر سکتے تھے علوم و
فنون عقلیہ و نقلیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے، علم عروض و قوافی میں بھی ملکہ حاصل تھا کچھ
عرصہ وطن میں قیام کیا پھر بغداد شریف کی حاضری کا شوق دامنگیر ہوا۔ چنانچہ آپ نے بغداد
کی طرف راہ لی اور حضور سیدنا محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گوہر بار میں جا پہنچے اور وہیں حضرت سید غلام مصطفےٰ صاحب

قادری گیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف پایا۔ پیرومرشد نے اس جوہر آبدار کو خوب تر بنا دیا۔ اور اوراد و ظائف کی اجازت کے ساتھ ساتھ خرقۂ خلافت سے نوازتے ہوئے مخلوق خدا کی روحانی تربیت کا اختیار دیا۔ مجاہدہ و ریاضت کے لئے متواتر تین برس روزے رکھنے کا ارشاد ہوا۔ اور اس مدت کے اختتام پر پانچ سو مرید کرنے کا ارشاد فرمایا چنانچہ آپ نے پیرومرشد کے ارشاد گرامی پر پورا پورا عمل کیا اور سند خلافت سے بہرہ ور ہوئے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شجرہ عالیہ قادریہ گیلانیہ جو حضرت کے آستانہ رشید آباد چک نمبر ۵۷/۱۰ میں محفوظ ہے۔

شجرہ سے ایک اقتباس نذر قارئین کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔

اما بعد۔ فان الرجل الصالح المقبل علی مولاہ المعرض عمن سواہ الراغب فی الدار الاخرۃ الدرویش محمد عبد الرحمٰن بن سید غلام مصطفٰے الہندی۔ قدم بغداد فزار حضرت جدی اصاغر قطب الدوائر و درۃ الذخائر محلق الاصاغر بالاکابر قطب ربانی، قندیل النورانی صاحب الاسرار والمعانی سید شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ ثم بعد الزیارات جاء نیا والتمس منا تلقین کلمۃ التوحید فلقنتہ کما تلقنتھا بالسند عن شیخی و جدی سید علی قادری۔

(ترجمہ) حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ بے شک نیک، صالح اور مقبول بارگاہ جو اللہ تعالےٰ کے سوا غیر سے منہ موڑنے والا۔ دار آخرت میں رغبت رکھنے والا۔ جیسے درویش محمد عبد الرحمٰن بن سید غلام مصطفٰے ہندی پکارا جاتا ہے۔ بغداد میں حاضر ہوا۔ اور میرے جد بزرگوار قطب دوراں، لاذ خائر چھوٹوں کو بڑوں کے ساتھ ملانے والا۔ قطب ربانی، شمع نورانی، صاحب اسرار معانی سید شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے روضۂ اقدس کی زیارت سے بہرہ ور ہو کر ہماری خدمت میں پہنچا اور کلمہ توحید کے معارف و معانی سے فیض یاب ہونے کی درخواست کی گئی تو انہیں اسی طرح سے پہچان کرائی گئی جس طرح میرے جد اعلیٰ حضرت شیخ سید علی قادری نے مجھے کرائی تھی۔

حضرت پیر محمد عبدالرحمٰن قادری اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں تقریباً پانچ ماہ گزارے اور بغداد معلیٰ کی دیگر شخصیتوں سے بھی حظِ وافر پایا۔ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی پھر باجازت پیرو مرشد وارد وطن ہوئے۔ یہاں زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ نئے امتحان میں مبتلا ہو گئے۔ وہ یہ کہ آپ کے برادر اصغر جناب مولانا سید حافظ محمد لطیف رحمۃ اللہ علیہ علیل ہوتے ہی دارِ فانی سے راہی بقا ہو گئے بھائی کی جدائی پر آپ اداس رہنے لگے اور اس کے مداوا کی خاطر دوبارہ حج و زیارت کے ارادہ سے راہی مکہ مکرمہ ہوئے چنانچہ پیدل سفر حج کیا وطن واپسی پر حضرت شاہ مخدوم رشید کے دربار میں پہنچے۔ وہاں حاجی دین محمد کی مسجد میں ڈیرہ لگایا مخدوم رشید ضلع ملتان کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے مگر اسے بزرگوں کی نسبت سے مقبولیت کا خاص شرف نصیب ہوا ہے یہاں قریشی پیر قیام فرما تھے۔ پیر عبدالرحمٰن اس میں اس ہئیت سے داخل ہوئے کہ آپ کے پاؤں جوتے سے پاک تھے۔ سر ڈھانپنے کو کپڑا بھی نہیں تھا۔ پاؤں زخمی مگر اپنے لیے دست سوال بڑھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ آپ خاموشی سے مسجد میں معتکف ہوئے۔ اگر کوئی کھانا دے دیا جاتا تناول فرما لیتے ورنہ یوں دن ساعت گزارتے ایک روز قاضی نعمت اللہ شاہ نے آپ کو نئے کپڑے پیش کرنے کی تجویز پاس کی جب آپ کو معلوم ہوا تو وہاں سے کسی دوسرے مقام پر تشریف لے گئے کسی کو خبر تک نہ ہوئی پھر کچھ عرصہ وطن میں قیام کرنے کے بعد بغداد شریف کو روانہ ہو گئے ایک سال اپنے مرشد کے حضور میں رہ کر فیض باطنی حاصل کیا۔ بعد از اجازت وطن لوٹے۔ یہ آپ کی بغداد شریف تیسری اور آخری حاضری تھی سات مرتبہ حج و زیارت کی سعادت پائی۔ ملتان بار کے بیابان کو رشک چمن بنایا علاقہ میں آپ کی کرامات کا شہرہ ہے آئندہ اوراق میں چند کرامات درج کی جا رہی ہیں۔ آپ اخلاق محمدی کا کامل نمونہ تھے۔ ایک عرصہ تک آپ نے مخلوق خدا کی رہبری فرمائی آخر وہ وقت بھی آپہنچا جب اپنے مالکِ حقیقی کے حضور لبیک کہتے ہوئے راہی عالم بقا ہوئے۔

وصال

حضرت سیدی مولائی الحاج الحافظ پیر عبدالرحمٰن شاہ علیہ الرحمۃ
دوشنبہ (پیروار) جمادی الاول ۱۳۴۰ھ بوقت عشاء بخار شروع ہوا
حسب المرض علاج کی طرف رجوع کیا، حکیم محمد اکرم صاحب بلائے گئے تشخیص کے
بعد انہوں نے پہلا دو حکیموں کا علاج موقوف کر دیا اور خود مصروف خدمت ہوئے اور
قدرے افاقہ ہوا صحت کے آثار دیکھ کر صوفی سردار شاہ قریشی، مولوی حفیظ اللہ، میاں کرم دین
میاں احمد دین اور دیگر مریدین و معتقدین ایک دوسرے سے مبارک باد کہنے لگے، پیرو
مرشد کی صحت پر خاکسار کو بھی انتہائی خوشی ہوئی۔ حضرت پیر عبدالرحمٰن شاہ علیہ الرحمۃ کی
نظر عنایت فقیر پر انتہائی تھی مجھے اکثر و بیشتر انعام و اکرام روحانی سے نوازتے رہتے بیماری
کے دوران میں بھی معانقے سے سرفراز فرمایا حالانکہ آپ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ مگر ہماری خوشی
بہت محدود ثابت ہوئی کیونکہ بخار پھر عود کر آیا تھا حکیم محمد اکرم صاحب آٹھ دن متواتر علاج
کرتے رہے۔ مگر پہلے پہل وقتی افاقہ کے بعد کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ آخر حکیم صاحب
نے مجھے علیحدگی میں بتایا کہ مجھے پیر صاحب کی بیماری کا پتہ نہیں چل رہا۔ اس لئے گزارش
ہے کہ کسی اور حکیم کی طرف رجوع کریں اور میری معذرت قبول فرمائیں۔
ناچیز پیر صاحب کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا کہہ سنایا۔ آپ نے فرمایا
حکیم محمد اکرم صاحب کو دس روپے دیکر رخصت کر دیں۔ چنانچہ ارشادِ عالیہ کے مطابق فوری
عمل کیا گیا پھر آپ کے فرمان پر حاجی خدا بخش صاحب کو ٹھڑاں کو طلب کیا گیا قدم بوسی
کے بعد حاجی خدا بخش صاحب نے اپنے مخصوص طریقہ پر ۲۴ جمادی الاول تک علاج جاری
رکھا۔ مگر ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

خیال رہے کہ بیماری کے دوران سیدی و مرشدی نے حسب استطاعت اپنے اوراد و
وظائف جاری رکھے۔ ذکر خدا و تلاوت قرآن کریم معمول رہا۔ طہارت کا خاص خیال رکھتے

نماز کی پابندی رہی اگرچہ آپ چارپائی پر ہی پڑھتے۔ مریدین و معتقدین کی اصلاح و فلاح کا سلسلہ بھی برابر قائم رہا۔

ایک روز بعد نماز ظہر فرمانے لگے مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روضۂ انور نظر آ رہا ہے۔ القصہ حاجی خدا بخش صاحب کا علاج جاری رہا غالباً جمادی الاول کی آخری تاریخ تھی کہ آپ پر غشی طاری ہو گی تقریباً نصف گھنٹہ تک آپ بالکل بے حس و حرکت پڑے رہے۔ اس دوران میں صوفی سردار شاہ صاحب نے کہا کہ اگر حضرت پانی طلب فرمائیں تو گرم دیں۔ یہ سننا تھا کہ آپ نے ہوش میں آ کر فرمایا: کون ہے جو گرم پانی کے بارے کہہ رہا ہے؟ حاضرین پر خاموشی طاری ہو گئی تھوڑی دیر بعد خود ارشاد فرمانے لگے، بھائی! گرم پانی تو دوزخیوں کے لیے ہے!! اور ٹھنڈا پانی جنتیوں کا مشروب ہے پھر وقفہ وقفہ کے بعد آپ نے تین بار پانی نوش فرمایا۔ ہر بار تین تین سانس کی سنت پر عمل نمایاں تھا ایک دفعہ تھوڑا سا پانی آپ کے نوش فرمانے کے بعد بچ رہا تو خاکسار سے فرمایا اسے کھڑے ہو کر پی لو۔ چنانچہ اس تبرک سے کچھ میں نے پیا کچھ حاضرین کی خواہش پر انہیں دیا گیا۔

عجیب واقعہ ۴ جمادی الثانی ۱۳۴۰ھ صبح آٹھ بجے کا وقت تھا کہ مکان کی منڈیر پر ایک کبوتر آ بیٹھا۔ سیدی و مرشدی کبوتر کی آواز سن کر فرمانے لگے تمام حاضرین مکان سے باہر نکل جائیں جب ہم تمام باہر نکل آئے تو کبوتر منڈیر سے اڑا تین چار چکر آپ کی چارپائی کے گرد لگاتا ہوا آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ اس عجیب و غریب واقعہ پر تمام حاضرین جو باہر بیٹھے ہوئے تھے حیرانگی کے عالم میں گفتگو کرنے لگے۔ میں نے دروازہ کے باہر سے اندر دیکھا تو سیدی و مرشدی پیر عبدالرحمٰن شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کبوتر سے محو گفتگو ہیں آپ کی آواز باہر بیٹھنے والوں کو بخوبی سنائی دے رہی تھی چند ساعت بعد کبوتر اڑا اور مکان کی منڈیر پر آ بیٹھا بعدہٗ لاہور کی طرف پرواز کرتے دیکھا گیا۔ جب احباب کو دوبارہ باریابی کی اجازت حاصل ہوئی تو کسی کو جرأت

تک خبر ہوئی کہ اس حیران کن واقعہ کے بارے دریافت کریں۔
نصف شب گزر رہی تھی کہ حضرت نے وضو کی ضرورت محسوس کی بندہ نے وضو کرایا
اور ساتھ ہی دن کے وقت کبوتر کے آنے اور جانے کے بارے دریافت کیا۔ آپ نے
فرمایا یہ اللہ والوں کی باتیں ہیں! اسے راز ہی رہنے دیتے تو اچھا تھا۔ خیر اب بتائے دیتا ہوں
سنئے!! وہ میری ہمشیرہ محمد بی بی تھیں جو بارہ مولا (کشمیر) سے مجھے ملنے آئی تھیں۔ وہ رابعہ وقت
اور بڑی مستجاب الدعوات اور شریعت محمدیہ پر عاملہ تھیں۔
اس پر میں نے مزید حالات طلب کیے تو آپ نے فرمایا تمام راز بتائے نہیں جاتے،
لہذا خاموش ہو گیا سبحان اللہ ؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد (اقبال)

حاضرین کو آپ نے آخری ہدایات سے نوازا، اور فرمایا تمام احباب کو گھر جانے کی اجازت
ہے مگر ایسے وقت میں اپنے پیر و مرشد سے جدائی کا صدمہ کون برداشت کر سکتا تھا۔ ان ایام
میں اکثر کلمہ طیبہ اور درود پاک کا ذکر زبان پر جاری رہا۔ بعض اوقات حاضرین کو بھی ذکر کرنے
کی ہدایت فرماتے۔ آخر شب سوموار کی رات ختم ہو رہی تھی صبح کے چار بج رہے تھے کہ آپ نے
فرمایا اذان پڑھی جائے آخری بار دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی اذان سن لوں۔ چنانچہ بندہ مسجد میں صبح کی اذان کہنے کے بعد جب حاضر خدمت ہوا
تو زبان پر کلمہ طیبہ کا ذکر تھا حاضرین بھی کلمہ طیبہ کا ذکر کر رہے تھے۔ حکم ہوا کہ سات آدمیوں
کے سوا باقی تمام آدمی باہر چلے جائیں۔ مگر بعد میں آپ نے محسوس کیا کہ کوئی بھی باہر
جانے پر تیار نہیں تو کہا رہنے دو۔ اس کے بعد آپ نے چند دعائیں پڑھیں اور روح
قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔
اس وقت متعلقین و متوسلین، مریدین و معتقدین کی حالت قابل رحم تھی، لوگوں کا

ٹھاٹھیں مارتا سمندر جنازہ میں شمولیت کے لئے امڈ پڑا آپ کے ارشاد کے مطابق کھلے میدان میں نماز جنازہ ادا کی گئی عشاء کے وقت تک تجہیز و تدفین سے فارغ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بعدہٗ مخدوم و محترم محسن ملت سیدی پیر محمد اشرف شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ نے اس اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول ولی کا عظیم الشان مزار تعمیر کرایا جو آج تک مرجع خلائق ہے ساتھ ہی ایک عدیم المثال نہایت حسین و جمیل، عالی شان، خوبصورت جامع مسجد تعمیر کرائی جو پاکستان کی تاریخی مساجد میں منفرد شان رکھتی ہے۔ میری نظر میں آج تک ایسی خوبصورت مسجد کسی مقام پر دیکھنے میں نہیں آئی۔

مزار اقدس پر ہر سال عرس شریف ہوتا ہے۔ لوگ دور دراز سے حاضری دیتے ہیں تین دن تک یہ گاؤں شہر کا منظر پیش کرتا ہے۔

آج کل حضرت پیر سیدی عبدالرحمٰن شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین حضرت پیر محمود اشرف شاہ گیلانی دامت برکاتہم العالیہ ہیں مولیٰ تعالیٰ ان کا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے امین ثم امین۔

کرامات

پروردگار عالم جل و علا نے انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزات سے سرفراز فرمایا اور اولیاء عظام کو کرامات کی دولت عطا فرمائی۔ قرآن و حدیث میں اولیاء اللہ کی کرامات کا واضح طور پر بیان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کی عظمت و شان کا اظہار قرآن کریم میں متعدد آیات میں فرمایا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ ۱۱ ع ۱۲) خبردار بیشک اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقبول بندوں کو کسی قسم کا خوف اور پریشانی نہیں نہ اس دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ اسی طرح ارشاد ہوتا ہے اِنْ اَوْلِیَآءُ اللّٰہِ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ بیشک اللہ کے برگزیدہ بندے متقی ہیں۔ اور فرمایا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظمت و عزت والے وہی ہیں جو متقی ہیں نیز حدیث قدسی میں وارد ہوا اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ میرے محبوب بندوں کی شان کو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا وہ میری قبائے رحمت کے نیچے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ ایماندار کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے۔ نیز وارد ہوا من کان للہ کان اللہ لہٗ جو اللہ تعالیٰ کا ہوا اللہ تعالیٰ اس کا ہوا۔ الغرض اولیاء اللہ کے فضائل و مناقب اور کرامات پر بیسوں آیات و احادیث پیش کی سکتی ہیں مگر اختصار کے پیش نظر راسطور اپنے پیر و مرشد حضرت الشاہ سید محمد عبد الرحمٰن قادری گیلانی رحمتہ اللہ تعالےٰ کی چند کرامات ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

(۱) بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مرشدی و مولائی پیر عبد الرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ اپنے

پیر و مرشد کی ہدایت کے مطابق ایک مسجد کے حجرہ مجاہدہ و ریاضت کے لئے چلہ کشی کا ارادہ کیا تو لوگوں نے عرض کیا حضور یہ حجرہ بلاؤں کا مسکن ہے جس کسی نے بھی یہاں قیام کیا مصائب و آلام سے دوچار ہوا۔ یہاں جنوں کا بسیرا ہے اور ان کا معمول ہے کہ اس حجرہ میں قیام کرنے والے کو مار ڈالتے ہیں۔ حضرت نے ان باتوں پر کسی طرح بھی کان نہ دھرے اور نیت کے مطابق چلہ کشی میں مصروف ہو گئے۔ اس دوران میں جو کچھ آپ کے ساتھ بیتا ایک دن اس کا مختصر حال اپنے مخصوص احباب سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک رات میں اوراد و وظائف میں مصروف تھا کہ اچانک ایک جن اور دو اس کی بیویاں حجرہ میں داخل ہو گئیں، جن صحیح العقیدہ مسلمان تھا وہ تو مودب دو زانو ہو میرے سامنے دست بستہ بیٹھ گیا مگر دونوں جنیاں میری پشت کی طرف جا بیٹھیں، انہوں نے میرے مارنے کا قصد کیا۔ جن نے ان کو اس فعل سے باز رہنے کی تلقین کی مگر وہ میرے قتل پہ مصر تھیں چنانچہ ایک نے میرا گلہ بھی دبایا مگر میں نے اپنے مرشد کی ہدایات کے مطابق آنکھیں بند کئے خاموش وظائف میں مشغول رہا البتہ وظیفہ کے دوران میں میری نگاہ ان کی طرف اٹھ گئی۔ جب معمول سے فارغ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں دونوں مری پڑی ہیں۔ یہ تھی آپ کی نظر جلالی۔ جن یہ منظر دیکھ کر سہم گیا۔ البتہ جب کبھی اس جن کی حضرت کی بارگاہ حاضری ہوتی تو اپنی دونوں بیبیوں کی معافی کا خواستگار ہوتا خیال رہے کہ وہ حجرہ اب تک آباد ہے جو کبھی غیر آباد کہلاتا تھا۔

(۲) آپ کی فراست ایمانی کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمایئے کہ مخدوم رشید کے سکول میں ایک مدرس تھا جس پر ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز سخت ناراض رہتا تھا۔ جب انسپکٹر دورے پر آنے والا تھا تو ماسٹر صاحب نے اپنی روئداد حضرت پیر صاحب کی خدمت میں پیش کی اور تعویذ و دعا کا خواستگا ہوا۔ حضرت نے اس کی درد بھری کہانی سماعت فرمائی اور ایک تعویذ لکھ کر ماسٹر صاحب کو فرمایا اسے سکول کی سامنے کی دیوار پر چپکا دے بحسب الامر

سے دیوار پر لگا یا گیا جب انسپکٹر صاحب دورے پر آیا تو مدرسہ میں داخل ہوتے ہی اسکی نگاہ تعویذ پر پڑی دیکھتے ہی کا دل نرم ہو گیا، اور دریافت کرنے لگا یہ تحریر کس کی ہے ماسٹر صاحب نے تمام ماجرہ کہہ سنایا انسپکٹر صاحب کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو گئی۔ فوراً حاضر خدمت ہوا، دعا کے لیئے درخواست کی حضرت نے دعا فرمائی اور وہ شاداں و فرحاں نذرانۂ عقیدت پیش کرتا ہوا واپس ہوا۔ اور پھر اس سکول کے ماسٹر پر کبھی ناراضگی کی نوبت نہ آئی۔

(۳) جب پہلے پہل حضرت پیر محمد عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ نے مخدوم رشید میں قیام کیا تو عرصہ چھ ماہ تک راقم الحروف کے سوا کسی کو آپ کا نام تک بھی معلوم نہ ہو سکا۔ لوگ آپ کو فقیر صاحب سے یاد فرماتے اور آپ اپنے نانا جان سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی الفقر فخری کے پیش نظر اسی نام کو محبوب رکھتے، جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ یہ گاؤں قریشی پیروں کا تھا مگر یہاں کسی کو معلوم تک نہ ہوا کہ باغ سادات کا ایک سرسبز و شادات اور نہایت حسین و جمیل پھول اور بھی کھل چکا ہے۔ چھ ماہ بعد مجھے ارشاد ہوا ضیاء صاحب کیا سیر کرنا چاہتے ہو ناچیز عرض گزار ہوا جیسے حضور کی رضا چنانچہ حضرت کی معیت میں ہمارا سیر شروع ہوا۔ اور ٹاٹے پور پہنچ گئے۔ وہاں سے گاڑی پر سوار ہوئے اور کچا کھوہ آ اترے۔ وہاں سے دیوان چاولی مشائخ کا رخ کیا۔ حضرت دیوان صاحب کا مزار ضلع ساہیوال کے ایک معمولی سے گاؤں میں واقع ہے یہاں بڑے بڑے صوفیا کرام اور اہل فقر چلہ کش رہتے ہیں۔ اسی جگہ حضرت قطب الوقت سلطان چشتیاں بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے کنویں میں لٹکنے کا قصہ بھی منسوب ہے۔ آج کل کی نسبت اس وقت اسٹیشن سے حضرت دیوان صاحب تک پہنچنا کافی دشوار گزار تھا۔ کیونکہ راستہ میں بہت بھاری جنگل پڑتا تھا۔ اور پورے علاقہ میں نہر کا نشان تک نہیں پایا جاتا تھا۔ دور تک جنگل ہی کی حکمرانی تھی۔ ناچیز حضرت کی پیروی

میں رواں دواں رہتا۔ رات آتی تو جنگل ہی میں گزارتے جب کھانے کی ضرورت ہوتی تو ارشاد ہوتا۔ تم اس جگہ ذرا بیٹھ جاؤ میں کھانا لاتا ہوں۔ آپ روانہ ہوتے مگر میری نظریں آپ کا طواف کرتی رہتی تھوڑی دیر نظروں سے اوجھل رہ کر واپس تشریف لاتے تو تازہ کھانا اور پانی ساتھ ہوتا۔ حالانکہ جنگل کے اطراف واکناف میں دور دور تک کسی بستی کا نام تک نہ آتا یہ محض اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل وکرم تھا جس کا ارشاد ہے واللہ رؤف بالعباد اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب، جسے چاہتا ہے اللہ تعالیٰ بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ اس کرامت کا آپ کی ذات ستودہ صفات سے بار بار ظہور ہوا سچ ہے من کان اللہ کفی اللہ لہ، آپ کی نظر فراست کا ایک اور کرشمہ ملاحظہ فرمایئے۔

آپ کے ایک خادم جناب پیر سبحان شاہ صاحب کی عادت تھی کہ وہ آپ کی خدمت اقدس میں چائے پیش کیا کرتے مرحوم کو آپ سے انتہائی محبت و عقیدت تھی مجذوبیت کا رنگ ان پر نمایاں تھا حسب معمول ایک روز انہوں نے چائے پیش کی تو جب چائے کی پیالی پر آپ کی نظر پڑی تو ارشاد فرمایا یہ چائے پینے کے قابل نہیں حاضرین حیرانگی کے عالم میں پوچھنے لگے، ارشاد ہوا اس کے گھر والوں سے جاکر پوچھو جہاں سے یہ برتن آیا ہے، حسب الحکم اس گھر والوں سے برتن کے بارے معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا برتن پاک نہیں تھا۔ سبحان اللہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کس طرح صادق آرہا ہے۔ اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ کامل ایماندار یعنی ولی اللہ کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تو اعلان ہے۔

نظرتُ الی بلاد اللہ جمعاً کخردلۃٍ علیٰ حکم اتصالی

پروردگار کے تمام شہر میرے سامنے ایک رائی کے دانہ کی مانند ہیں یعنی میں زمین و

آسمان کے تمام شہروں پر میری نظر ہے وہ میری نظروں سے اوجھل نہیں۔ اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آپ پر خصوصی توجہ تھی بلکہ ولایت تو اسے ہی ولایت ہوتی ہے جسے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے عطا فرماتے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے قدمی ھٰذا علی رقبۃ ولی اللہ نیز قصیدہ غوثیہ شریف میں ارشاد فرمایا۔

مقامکم العلےٰ جمعًا ولکن　　مقامی فوقکم ما زال عالی

انا الحسنی والمخدع مقامی　　واقدامی علیٰ عنق الرجال

قبولیت دعا

ایک روز حضرت مرشدی پیر سید محمد عبدالرحمٰن قادری گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع مسجد رشید آباد چک ۵/۱۰۔ ۱۵۔ ایل میں جلوہ افروز تھے مسجد کے صحن کے آس پاس کا حصہ کافی کشادہ تھا وہاں شیشم کے درختوں کے علاوہ جوار و باجرہ بھی لہلہا رہا تھا ان کو سیراب کرنے کے لئے نہر کا پانی ایک نالی کے ذریعہ اندر لایا گیا تھا، سردی کے موسم میں ایک دس سالہ نابینا لڑکا مسجد میں آتے ہوئے اس نالی میں جا گرا اور گرتے ہی اس نے آپ سے امداد طلب کی۔ آپ باہر تشریف لائے بچے کو پانی سے نکالا اور مسجد میں لے آئے۔ بچہ سردی کے مارے کانپ رہا تھا۔ آپ کو اس پر بڑا ترس آیا اور اپنے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پھیلا دیئے اور نہایت عاجزی و انکساری سے دعا مانگی۔ جو قبول ہوئی اور وہ نابینا بچہ بینا ہو گیا ؎

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی　　بدلی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

کلامِ اولیاء اللہ قضا کا تیر ہوتا ہے۔ نکل جاتا ہے جب منہ سے تو پُر تاثیر ہوتا ہے حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اولیاء راہست قدرت از اِلٰہ

تیر جستہ باز گردانند زراہ

اس بچے کی تقدیر بن گئی ظاہری بینائی کے ساتھ ساتھ باطنی طور پر بھی نوازا گیا، آپ کے مدرسہ میں تعلیم پائی اور قرآن کریم پڑھنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوا۔

بارش کیلئے دعا اس علاقہ میں ایک رسم چلی آرہی ہے کہ جب قحط سالی ہو، بارش ہونے کا کوئی امکان نظر نہ آئے تو عورتیں بزرگوں پر بغیر بتائے پانی یا کوئی اور چیز پھینکتی ہیں تاکہ بارش ہو چنانچہ ایک روز آپ نے ہمیں ارشاد فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس گاؤں کی عورتیں آج مجھ پر پانی اور چنن بورا ڈالنے آئیں گی لہذا ہوشیار رہو کوئی مسجد میں نہ آنے پائے۔ درویشوں نے نگاہ رکھی۔ مگر تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہی ہوا جو حضرت نے فرمایا تھا۔ عورتیں آئیں طلباء نے انہیں روک دیا۔ وہ واپس چلی گئیں۔ طلباء نے سمجھا اب نہیں آئیں گی۔ مگر انہوں نے موقع پایا اور ظہر کی نماز کے بعد جب حضرت نماز ادا کرنے کے بعد تلاوت قرآن کریم میں محو تھے چپکے سے عورتیں آئیں اور آپ پر پانی اور چنن بورا ڈال دیا۔ کچھ قرآن پاک پر بھی پڑا آپ کو انتہائی افسوس ہوا کہ انہوں نے قرآن کریم کا ادب بھی ملحوظ نہیں رکھا۔ تاہم آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست سوال دراز کیا اور بارش کے لیئے دعا فرمائی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ بارش شروع ہو گئی اور رات گئے تک جاری رہی لوگ سخت پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے حضرت اب تو ہم بارش سے بھی گھبرا گئے ہیں دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ رحم وکرم فرمائے۔ چنانچہ پھر دعا کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا۔ بارش تھم گئی۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ اپنے منظور ومقبول بندوں کے صدقے رزق اور بارشیں عطا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ نیز سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الدعا مخ العبادۃ دعا عبادت کا مغز ہے، الغرض اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی دعا کو شرف قبول سے نوازتا ہے اور ان کی طفیل اپنی مخلوق پر زیادہ رحم اور کرم فرماتا ہے۔

شیعہ سُنی ہو گیا آپ کی دعائیں قبولِ بارگاہ تھیں چنانچہ یہ واقعہ بڑا مشہور ہے کہ آپ خانیوال تشریف فرما تھے۔ ایک شیعہ شاہ صاحب آپ کی تعریف و توصیف سن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا باتوں باتوں میں آپ نے فرمایا کیا ہی اچھا ہو تا کہ تم صحیح العقیدہ سنی ہوتے۔ اس نے عرض کیا۔ میرا لختِ جگر بیمار ہے آپ دعا فرمائیں وہ تندرست ہو جائے تو میں اہل سنت وجماعت میں آجاؤں گا۔ آپ نے بچے کی صحت اور اس کے صحیح العقیدہ ہونے کی دعا فرمائی۔ بچہ پر فالج کا زبردست حملہ تھا۔ مگر آپ کی دعا قبول ہو چکی تھی۔ دعا کئے ابھی چند روز گزرے تھے کہ اس سید کا بچہ تندرست ہو گیا اور خود سید صاحب نے اہل سنت وجماعت مسلک کو اختیار فرمایا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

چک نمبر ۵۷ کی آبادی حضرت پیر سید محمد عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ، دیوان چاولی مشائخ میں بائیس روز قیام کرنے کے بعد اس جگہ تشریف لائے جہاں آج چک نمبر ۵۷/۱۵.L آباد ہے۔ تو فرمانے لگے یہ جگہ مجھے بہت پسند ہے۔ یہی قیام کیا جائے گا چنانچہ جہاں آج آپ کا مزار اقدس ہے اس وقت یہاں ایک کریر کا درخت تھا۔ اسی کے نیچے کپڑا بچھایا اور آرام فرمانے لگے۔ راقم الحروف پاؤں دباتا رہا۔ حضرت فرماتے رہے بھائی جی مجھے تو یہ جگہ بہت آباد نظر آتی ہے دل چاہتا ہے یہی مقیم ہو جائیں۔ خیال رہے کہ جہاں اب مسجد ہے اس وقت یہ نشیبی جگہ تھی برسات کا پانی اسی نشیب میں جمع ہو جاتا تھا حضرت نے وہی جگہ رات گزارنے کے لئے پسند کی۔ جب صبح ہوئی تو دوبارہ ارشاد ہوا۔ بھائی جی یہی مقیم ہو جائیں۔ ناچیز عرض گزار ہوا جس طرح حضور کی رضا۔ پھر فرمانے لگے فکر نہ کریں ہم اکٹھے زندگی گزاریں گے۔ میں نے جواباً انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہو گا کلمہ دہرایا۔ پھر صبح کی اذان ہوئی نماز فجر گزار کر حضرت نے بارگاہ الٰہی میں اس علاقہ کی آبادی

کے لئے بڑی محبت سے دعا کی۔ دو دن اس جگہ رہے پھر مجھے مخدوم رشید جانے کا ارشاد فرمایا
ساتھ ہی ملتان شریف کا ٹکٹ خرید دیا۔ خود سیالکوٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ آج ہم اس
علاقہ کو پر رونق اور آباد دیکھ رہے ہیں جنگل کا نام تک نہیں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہے نہریں
جاری ہیں۔ پانی کی بہتات ہے جس جگہ چک ۵ کا نام و نشان تک نہ تھا وہی جگہ آپ کے
فیض و برکات سے روحانیت کا مرکز بنی ہوئی ہے اور آپ کے فیض کا دریا جاری و ساری
ہے۔ اور انشاء اللہ صدا جاری رہے گا آپ بڑے کامل اور مستجاب الدعوات ولی تھے۔ رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ۔

(۵) آپ نے عمر بھر سیاحت فرمائی۔ مراقبے، چلے، اعتکاف جگہ جگہ کئے۔ اولیائے کرام کے
مزارات کی زیارت کے لئے دور دراز کے سفر اختیار فرمائے۔ آپ کا معمول کبھی مخدوم رشید
جاتا ہے تو کبھی ملتان کے اولیاء کرام کے آستانوں پر جبہ سائی فرما رہے ہیں۔ کبھی لاہور ہیں تو
کبھی اجمیر شریف کی حاضری ہو رہی ہے۔ اسی طرح جہاں بھی روحانی مرکز پاتے ضرور استفادہ
کرتے۔ میاں عبدالحکیم، حضرت محکم دین سیلانی، خواجہ خدا بخش خیر پوری حضرت قبلہ عالم خواجہ
نور محمد مہاروی، حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت مولانا یار محمد کوکا رحمہم اللہ تعالیٰ کے
آستانوں پر حاضری تو آپ کے وظائف میں شامل تھی۔ حضرت یار محمد کوکا کے مزار پر متواتر
تین سال گزار دیئے۔ انہی ایام میں متواتر روزے رکھے یہی وہ مبارک ساعت تھی کہ جب پہلی بار
کا علاقہ پانی سے مستفیض ہونے لگا۔ پہلی بار نہر کھودی گئی۔ جہاں میلوں تک پانی کی بوند
تک ملنا محال تھا بنجر زمینیں آبادیوں کی شکل اختیار کرنی لگیں۔ نئی نئی بستیاں اور چک
آباد ہونے لگے۔ اس علاقہ کے لوگ عموماً خانہ بدوشوں کی طرح جھونپڑوں میں رہتے تھے۔
مکانوں سے انہیں سروکار نہ تھا۔ یہی حالت رشید آباد چک ۵/۱۵ کی تھی جسے حضرت نے
اپنی حیات ظاہری میں ہی عالم برزخ حیات باطنی کے لئے منتخب فرما لیا تھا۔ گویا کہ
آپ کے قدوم میمنت لزوم نے جنگل میں منگل کا سماں پیدا کر دیا۔

جب کبھی بندہ اپنے پیرو مرشد پیر عبدالرحمن شاہ گیلانی سے اجازت لے کر گھر آتا تو وفور محبت میں خط و کتابت سے آپ کے احوال و کوائف معلوم کرتا رہتا ہے چنانچہ حضرت کے گرانقدر مکتوبات میں چند ایک تبرکاً یہاں درج کیے جاتے ہیں جو میرے خطوط کے جواب میں منظوم قلم بند فرمائے ان خطوط میں آپ کی سید عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت اور حضور سے انتہائی عشق کا اظہار ہوتا ہے۔

الٰہی غنچہ دل کو کھلا دے ۔۔۔ تجلّٰی ذات اپنی کا دکھا دے

زباں میری تیری صفتاں الاوے ۔۔۔ تے دل میرا الستی مستی پاوے

بذکرت جان و تن مدہوش بادا ۔۔۔ بذکرت قلب من مدہوش بادا

رسول اللہ توں ہر دم صدقے جاواں ۔۔۔ ہمواں قربان جاں دیدار پاواں

ز دیدارش دوامم کن خدایا ۔۔۔ با قدامش فدامم کن خدایا

پڑھاں صلّٰی علیٰ ہر دم نبی تے ۔۔۔ تے تسلیمات لکھ واری صفی تے

زباں را تا بود جا در دہانم ۔۔۔ بود صلّٰی علیٰ وردِ زبانم

تمامی آل تے اصحاب سارے ۔۔۔ جیہڑے ہن دین دے روشن ستارے

خدایا ابرِ رحمت باد بفرست ۔۔۔ بر آل نبی و یار بفرست

تو آ قلمیں لکھاں احوال سارا ۔۔۔ جو گزرا ہے میں عاجز نال سارا

نویسم نامہ از خونِ دیدہ ۔۔۔ زہجرت بر قیامت من رسیدہ

جراحت بر دل و بر سینہ من ۔۔۔ بیا بنگر بنہ مرہم بر تنِ من

ہجر تیرے مینوں بیمار کیتا ۔۔۔ بہوں بیمار تے لاچار کیتا

بیا بنگر کہ بے چوں شدم من ۔۔۔ با دیدہ اشک و دل بر خوں شدم من

میں کی آکھاں تینوں اے یار جانی ۔۔۔ توں آپ آ دیکھ اے غم خوار جانی

بتیا بنگر بچشمِ خویش جانم ۔۔۔ نداری بر مقامم

لگایو تیر مینوں وچہ جگر دے
ہویو جاگیر وچ آمیرے گھر دے

ز پیکانِ نظر مکسور کردی
جمال خویش را مستور کردی

تیرے باہجھوں لباں پر جان آئی
جدائی جان آتش وچ جلائی

ز عشقت جانِ من رنجور گشتہ
قرار و صبر از من دُور گشتہ ؛

ڈِہاڑا او کھڑا ہوسی چنگیرا
جو ئیں وَل دلبرا آ پاسیں پھیرا

کدامی روز با برکات باشد
ز دیدارت مرا درجات باشد

او کھڑی رات ہووے گی چنگیری
سو جیسیں دلبرا آ سیج میری

کدامی شب شباں از خوب باشد
دراں دیدار تو محبوب باشد

خدا کھڑی گھڑی چانیک کرسی
اوہ سوہنا یار میں وَل قدم دھرسی

کدامی ساعت نیکو کند حق
ز دیدارش مرا خورشرو کند حق

منگاں بیٹھی ڈہاں راتیں دعائیں
مینوں ربا سوہنا سجن ملائیں ؛

بروز شب ہمی خواہم دُعائے
خدایا در نصیبم کن لقائے

ونجاں قربان جسے دیدار پانواں
اندر وے درد غم سارے سناواں

فِدا سازم بیک دیدار او جاں ؛
کنم قرباں بیک رفتار اُو جاں

غماں درداں اندر مینوں نہ مارو
تے کیتے قول اپنے توں نہ ہارو

ز درد و غم مرا آید نخباتے
بہ پیشش او بگویم دار دلاتے

توہی ہے یار تے غم خوار میرا
مہر سیتی کرو میں طرف پھیرا

میان درد و غم شد زندگانی
نہ لطف خویشتن واپس نمانی

بیا اے محرم رازِ نہانی ؛
کہ بے چشم گشتہ زندگانی ؛

بکن رحمی قدم بر چشمِ من نہ
ز وصل خویش جاں در جسم من دہ

خوشا چشمے کہ دیدارِ تو بیند
گل تازہ ز رخسار تو چیند

خوشا [illegible] شد — خوشا جائیکہ نظرت را ہدف شد

خوشا بادی [illegible] تو بیزہ ! — بچشم خاک پائے تو بریزہ !

غمے زیبد ز تو چندیں جفائے — بر آنکس از تو مے جوید عطائے

مرا گریاں چرا داری ز ہجراں — ز دیدہ آب ریزاں سینہ بریاں

بیاں من بعد ازیں صبرے ندارم — ز جسم و جان خود خبرے ندارم

بدہ مقصود جانِ بے قرارم — ز ہجران تو دل افگار دارم

دکھا دیدار کہ ہن آس پوری — کر دوری کنوں ہن یار دوری

شتابی دلبرا کہ مہربانی ! — اٹھا برقعہ دکھا جلوہ نورانی

سوہنے ماہ رخ سجن بابھوں کراں فریاد زاری نت
ہجر دلدار دے کولوں ہے مینوں دل فگاری نت

اُڈاواں کانگ نت بیٹھی، تے گھولاں ساہنگ نت بیٹھی
تے رکھ رکھ تا ہنگ نت بیٹھی عمر ایویں گزاری نت

سجن ہک واری آ توڑے، میرے گھر پھیرا پا توڑے
اندر دے غم مٹا توڑے، ڈکھا صورت سوہاری نت

لباں پر جان آئی ہن، دیوے طعنے لوکائی ہن !!
نہ کر دلبر جدائی ہن، نہ ٹھاندی دل آزاری نت

نہ کیتو شاد ہک واری، نہ گھر آباد ہک واری
نہ آوت یاد ہک واری، میکوں ہے دلفگاری نت

توں آ یار غمخوارا، دکھا دیدار دلدارا !
ہجر کولوں جگر پارا، ہن آ، کر سایہ داری نت !

تُوں آ محبوب سبحانی، رخت زینت گلستانی
قدّت چوں سَروِ بستانی، ڈکھا رونق بہاری نت

کدی ہیں طرف آ پیارے، ڈکھاوَ، سوہنا دیدارے
ونجاں صدقے میں لکھ وارے، ایہا ہے انتظاری نت

کرم سیتی، قدم پاؤ، مبارک چہرہ دکھلاؤ
میں روندی کوں چا گل لاؤ، نبھاؤ توڑے یاری نت

مریضِ عشق تو بودم زہجرت عمر فرسودم
دے از غم نیا سودم، بیاکن غم گساری نت

بسوئے خویش دہ راہم، عطا از تو ہمیں خواہم
کہ بودم خندہ پیشانم، رہوں رل عمر ساری نت

اوّل حمد خداوند باری، رزق پہنچاونوالا — رحمت او پر سرورِ عالم، دین سکھاون والا
خط محبوب حبیب دلاں دا، درد ونجاون والا — فوج تے لشکر دردغماں دے دور ہٹاون والا
واہ واخط جو غمگیناں نوں خوشی ڈیواون والا — بے سامان فقیراں تائیں خوشی کراون والا
واہ خط جو دلبر سندی خبر لیاون والا — واہ واخط جو سکدیاں سندی سک مٹاون والا
بعد نماز صبح دے آیا خط پہنچاون والا — خط نوں ویکھدیاں دل ہویا، فرحت پاون والا
گو یعقوب پیراہن یوسف مصروں پاونوالا — گو اکھیاں بے نوریاں تائیں چانن لاون والا
گو لیا گمراہاں تائیں راہ دکھاون والا! — گو یا قیدی تائیں ملیا قید چھڑاون والا!
گو مہجور عمر دے تائیں یار ملاون والا! — گو بیمار قریب مرن دے حاذق پاون والا!
پھٹ دلاں تے خط تساڈا مرہم لاون والا — گل احوال تساڈا، سانوں خوب سناون والا

ہے تعویذ اساڈے تائیں ہجر مٹاون والا ! سڑدے دل تے جان جگر تے پانی پاون والا

آب حیاتی مردیاں تائیں خوب پلاون والا بحر ہجر وچ ڈبدیاں تائیں بنے لاون والا

لکھ لکھ حمد تے شکر خداتوں رحم کماون والا اس محبوب دے تائیں ہنیوں یاد ڈیواون والا

پایو شوق دلے وچ اسدے خط لکھاون والا اس خط نوں توں یارب سائیاں توڑ پہنچاون والا

ــــــــ ۞ ــــــــ

قطعاتِ تاریخ سانحہ ارتحال

پیر روشن ضمیر حضرت سیّد عبدالرحمٰن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱)

حسرتا عالی گہر عالی نسب عالی نشان ۔۔۔ پیر صاحب عبدرحمان بود از صاجدلاں

شہرۂ آفاق بودہ پیر گیلانی لقب ۔۔۔ صاحبِ کشف و کرامت بود قدوہ عارفاں

رخت بربستہ بسوئے آخرت از حکم رب ۔۔۔ چوں ندائے ارجعی آمد بگوشش ناگہاں

حسرتا شد آفتاب معرفت بیشک غروب ۔۔۔ آہ از ملتان عالی پائگاہ رخصت بداں

در ریاضت در عبادت واقعی یکتائے دہر ۔۔۔ چوں جنید و شبلی و عطار بودہ بیگمان

گفت ہر یک عارفے باللہ شدہ رخصت دریغ ۔۔۔ اندریں سانحہ مریداں و اقارب نوحہ خوان

صاحب ایقان و عرفان شیخ کامل واقعی ۔۔۔ مظہر اسرار ربّانی تعالی اللہ ہماں

بر فلک گفتا ملائک آہ زترحیلش چنیں ۔۔۔ نورِ چشم غوث الاعظمؒ رخت از دنیا بداں

پیر جی صاحب محمد اشرف آہ زیں سانحہ ۔۔۔ ہست در بحرِ الم در فرقتش گریہ کناں

نورِ چشم شاہِ بطحےٰ عبدالرحمان اے ضیا
۱۳۸۰ ہجری
زد ندا رضوان ز جنت کز وصالش ہمچناں

(۲)

چوں جناب پیر جی عبدالرحمان ۔۔۔ رفت ز دنیائے دوں سوئے الٰہ

ذو کرامت پیرو شرع رسول ۔۔۔ در ولایت بود عالی دستگاہ

سال تاریخش ضیا رضوان بگفت
مقتدا و وارث دین بود آہ
۱۳۸۰ ھ

(۳)

ایضاً فی وفاتہ

عبدالرحمان زبدۂ صلحاء رفت ازما بسوئے ملأ اعلےٰ
گفت مسکین ضیا سن وصلش زیر عرش مجید صدر آراء
۱۳۴۰ھ

قطعہ تاریخ وفات

حضرت پیر سید عبدالرحمان شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
ازحضرت مولانا مولوی غلام احمد صاحب شوق فریدی مرادآبادی

چوں جناب عبدالرحمان رفت ازیں دارالفنا
جانب دارالبقا خوش وقت با لطف و صفا
دید چوں اورا بفرطِ شادئ عیش و سرور
گفت رضوان خازن جنت بیا مغفور آ
۱۳۴۰ھ

ایک دفعہ آپ مخدوم رشید میں جلوہ افروز تھے کہ ایک وہابی نے آپ سے کہا تمہیں مدینہ (شریف) میں کیا لطف آیا۔ آپ نے جواب میں فوراً چند اشعار ارتجالاً کہے، اور کچھ ایسی کیفیت میں پڑھنے شروع کیے کہ وہابی اپنا سامنہ لیکر چلتا بنا۔ تبرکاً یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

عرب دے شاہ سوہارے دا کروں چل کر لقا سائیاں
ڈیکھن دیدار حضرت دا ہے ڈیکھن خود خدا سائیاں

ایہا ہے آرزو دل دی مدینہ شہر چل ڈیکھوں
تے روضے پاک سرور توں کروں دل جاں فدا سائیاں

ذرا نہ چین آندا ہے پنجاب اندر میڈے دل کو !
مدینہ پر سکینہ وچ کروں ونج کر ٹکا سائیاں !

ڈاڈھا ہے شوق ڈیکھن دا وطن ہرگز نہیں بھاندا
ڈسن ویران سب جائیں کروں ایتھ بیٹھ کیا سائیاں !

اٹھو رل مل عرب چلیئے نبی صاحب دا در ملیئے !
وطن نوں مول نہ ڈیئے جیکہ چاہے خدا سائیاں !

نہ کریئے دیر ہک پل دی نہ رکھیئے تانگ اجکل دی
مدینے ول چلوں جلدی قدم ایتھوں اٹھا سائیاں

رکھوں تکیہ خدا اُوپر، نہ مال اسباب جا اُوپر
تے محبوب خدا اوپر پڑھوں صلے علیٰ سائیاں

کہوں لبیک دے نعرے پڑھوں صلوات لکھ وارے
ویکھاوے سوہنا دیدارے منگوں ہر دم دعا سائیاں

رسول اللہ کرو کاری ہے میری جان آزاری !
کرو چا یاد ہک واری عطا او پر عطا سائیاں !

پیر محمد اشرف شاہ

پیر محمد اشرف شاہ رحمۃ اللہ علیہ، بڑے خوبصورت حسین وجمیل اور تنو مند انسان تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی بڑی خوبیوں سے نوازا تھا، گذشتہ اوراق میں گزر چکا ہے کہ آپ حضرت پیر عبد الغفار شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے بیٹے تھے جن سے یادگار نسبی قائم رہی ۔

پیر محمد اشرف شاہ نے ابتدائی کتب اپنے والد ماجد کے قائم کردہ مدرسہ غوثیہ میں ہی پڑھیں اور جوانی میں علمی ذوق کے ساتھ ساتھ فن پہلوانی اور شہسواری میں بھی کمال حاصل کیا۔ تحریک خلافت میں ترک وطن کر کے بغداد شریف چلے گئے۔ اور ایک عرصہ تک وہاں قیام کیا۔ وہاں فنِ پہلوانی کا ایک بہت بڑا معرکہ سر کیا۔ اور سرکاری اعزاز و القابات سے نوازے گئے۔ عراق کے نامور پہلوانوں نے آپ کے اس فن کا اعتراف کرتے ہوئے اسناد سے نوازا۔ اکناف و اطراف بغداد میں آپ کا بڑا شہرہ تھا۔ آستانہ عالیہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقیب سید سلیمان آفندی سید عبد الرحمٰن آفندی بغدادی کے زیر توجہ رہتے تھے کچھ عرصہ بحرین میں شیخ قاسم بن مہندی قاضی القضاۃ بحرین کے پاس چلے گئے ملکی حالات ٹھیک ہونے پر آپ واپس آگئے اور لاہور سے ۱۹۲۷ء میں ایک تبلیغی رسالہ ماہنامہ الاشرف نے نام سے جاری کیا جو ایک عرصہ تک شائع ہوتا رہا۔ مدرسہ غوثیہ کا انتظام و انصرام آپ کے پاس ہی رہا۔ اپنے والد ماجد کا عرس مناتے اور علماء کرام کے خیالات سے اہل لاہور کو مستفیض ہونے کا خوب موقع ملتا۔ ۸ اگست ۱۹۳۵ء کو آپ نے اپنے والد مکرم کا تابوت تکیہ سادھواں کشمیری محلہ سے قبرستان میانی دفن کرایا اور عالی شان مزار تعمیر کرایا سبز رنگ کا نہایت پرکشش اور جاذب نظر گنبد

دور سے دکھائی دیتا ہے پیر عبدالغفار شاہ کے مزار پر قرآن کریم کی تلاوت کیلئے اگر قرآن پاک کے نسخے موجود ہیں تو درود شریف کی کتابیں بھی وہاں موجود رہتی ہیں، درود شریف اگر آپ کی زندگی کا وظیفہ تھا تو بعد از وصال قبر پہ بھی وہ وظیفہ پڑھا جا رہا ہے۔ پیر محمد اشرف شاہ علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد مدرسہ غوثیہ کا انتظام قائم نہ رہ سکا۔ اب یہ مسجد اور مدرسہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے اور اس حجرہ مبارکہ میں موجود تبرکات وکتب کا انتظام و انصرام پیر جی غلام حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ہاتھ ہے من وجہ آج بھی اس مسجد اور مدرسہ کا فیض جاری وساری ہے۔ پیر جی غلام حسن صاحب عوام کی روحانی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ زر و دولت اور روپے پیسے کا قطعاً لالچ نہیں رکھتے اور اس خاندان عُلیا کی عظمت و شوکت کے سچے امین ہیں۔

حضرت مولانا پیر محمد اشرف کو شہسواری میں بھی کمال حاصل تھا۔ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۴ھ کو لاہور کی اس نامور شخصیت نے انتقال فرمایا اور قبرستان میانی صاحب میں اپنے والد ماجد پیر عبدالغفار شاہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

قطعہ تاریخ وصال

پیر محمد اشرف شاہ قادری علیہ الرحمۃ

قدم برداشت از دار الفنا سوئے بقا یکدم

بحکم ارجعی روحش نمودہ یک بیک سرخم

بسوئے آخرت پرواز بنمودہ بخلد اندر

بدربارِ محمد مصطفٰے شد ہمنوا ہمدم

الٰہی مرقدش پرنور زیر سایہ اہل البیت

جناب عمدۃ الشرفاء کہ بُد بردینِ نبی محکم

بُودہ ذات والا دستگاہ یکتا بزیرِ چرخ

پئے عدوانِ دینِ مصطفٰے شیرازہ زد برہم

سرِ آہ سال وصلش اے ضیاء رضوان چنین گفتا

بمرقد رحمتِ ایزد ببادا سائباں ہر دم

۱۳۸۴ھ

مفتی ضیاء الدین ضیاء (کشمیر)
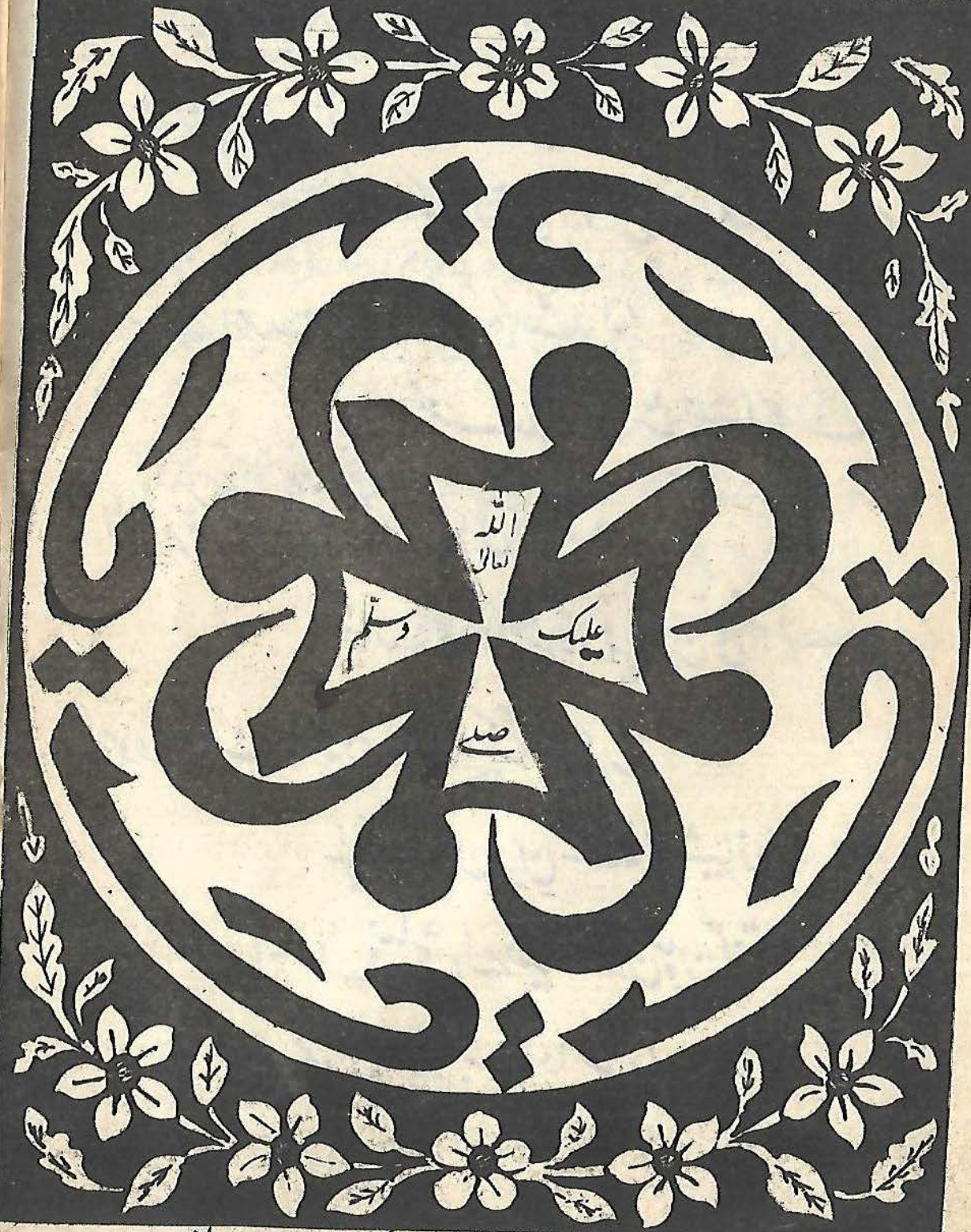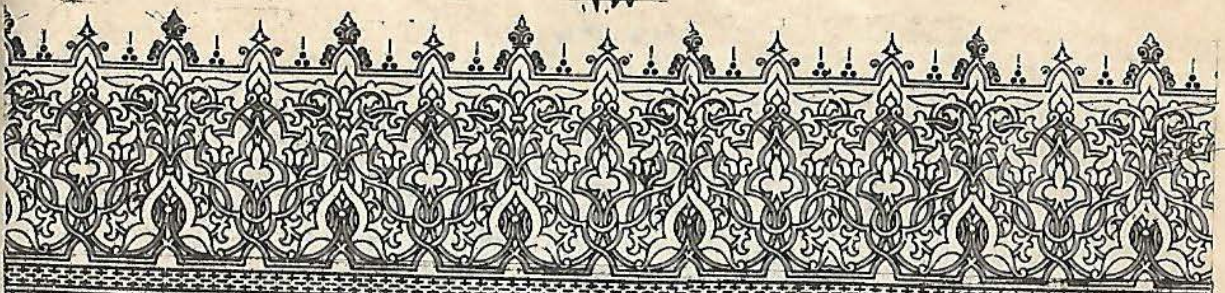
پیر عبدالغفار شاہ علیہ الرحمۃ کا ایک پسندیدہ طغرہ

ہمارا اسلام
پانچ حصے (۵)
مکمل سیٹ مجلد
۱۱ روپے ۲۵ پیسے
حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں برکاتی مدظلہ نے "ہمارا اسلام"
کے پانچ حصے تالیف فرما کر اہلسنت کی اہم ضرورت کو پورا فرمایا
ہے۔ اس میں انھوں نے اسلامی عقائد، اعمال اور اخلاق کے
بنیادی مسائل سوال وجواب کی صورت میں
بڑے دل نشین انداز میں پیش کیے ہیں!
ضرورت ہے
کہ علماء اہلسنت بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت کے لیے
اس کی تعلیم لازمی قرار دیں!!
مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور
فون نمبر: ۶۸۳۵۲